جلد ۲۹ | ۱۷ ماہ وفا ۱۳۲۰ ہش | ۲۱ جمادی الآخری ۱۳۶۰ھ | ۱۷ جولائی ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۶۰

روزنامہ الفضل قادیان — ۲۱ جمادی الآخری ۱۳۶۰ھ

# امان اللہ خان سابق شاہِ کابل کی عبرتناک حالت

امان اللہ خان سابق شاہ کابل کے عہد میں خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خدام کو کسی باغیانہ فعل کی وجہ سے نہیں کسی جاسوسی کے الزام کے باعث نہیں۔ کسی اخلاقی جرم کی وجہ سے بھی نہیں۔ بلکہ محض اس لئے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے مامور کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے۔ اور اپنی زندگی کو مومنانہ زندگی بنانے کے لئے قبول کیا۔ جور مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کی یاد اب بھی ہر سعید الفطرت انسان کے جسم پر لرزہ طاری کر دیتی ہے۔ ان بے گناہ اور معصوم اصحاب کو زنجیر و سلاسل سے جکڑ کر کھلے میدان میں کھڑا کر دیا گیا۔ اور پھر ان لوگوں کو جن کے اقوال اور اعمال اسلام کے لئے باعث صد ننگ و عار ہیں۔ اجازت دے دی گئی۔ کہ پتھر برسانے شروع کر دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور اس طرح ان کوہ وقار احمدی جان نثاروں کو پتھروں کے طوفان کے نیچے چھپا کر یہ سمجھ لیا گیا۔ کہ سرزمین کابل سے احمدیت کا نام و نشان مٹا دیا گیا ہے۔ بلکہ یہ بھی خیال کر لیا گیا۔ کہ اس ظلم و ستم کا خمیازہ کسی کو بھگتنا نہیں پڑے گا۔ لیکن وہ خدا جو ہمیشہ حق کی حمایت کرتا اور اپنے بے کس اور بے بس بندوں کی امداد کرتا ہے۔ اس نے ایک طرف تو کابل کی سعید روحوں کو احمدیت کی طرف خصوصیت کے ساتھ متوجہ کر دیا۔ اور دوسری طرف حکومت کابل کا تختہ الٹ کر رکھ دیا۔

اس اجمال کی تھوڑی سی تفصیل یہ ہے۔ کہ امان اللہ خان جو اس وقت تخت کابل پر متمکن تھا۔ اور تھوڑا ہی عرصہ قبل یورپ میں بڑے اعزاز و اکرام کے نظارے دیکھ آیا تھا۔ اسے ایک ادنیٰ ترین انسان بچہ سقہ کے ہاتھوں وہ ذلت نصیب ہوئی۔ جو آج تک شاید ہی کسی حکمران کو کابل میں حاصل ہوئی ہوگی اور اس میں ابھی تک اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ایک یوروپین جرنلسٹ "جی بارسورتھ" کے اس مضمون سے جو "آج کل امان اللہ خان کیا کر رہا ہے" کے عنوان سے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ ظاہر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"امان اللہ سے میری ملاقات عجیب حالات میں ہوئی۔ اطالوی ارٹیریا کی بندرگاہ مساوا کی طرف اطالوی جہاز جا رہا تھا جہاز میں میرے علاوہ چھ مسافر تھے۔ ان میں سے چار پُر اسرار طریقہ سے مکّہ کی بندرگاہ جدہ سے سوار ہوئے تھے میں شام کو غسل خانہ سے نہا کر نکلا۔ تو غسل خانہ کے دروازہ کا ہینڈل اتر کر ساتھ کی ٹٹی کے دروازہ کے نیچے جا گرا۔ اسے اٹھانے کے لئے میں جھکا تو ٹونا والے ایک آدمی سے ٹکر ہو گئی۔ جو ٹٹی کی زنجیر ٹھیک کر رہا تھا۔ میں کھڑا ہوا۔ تو دیکھا۔ امان اللہ تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر ہنسنے لگا۔ اس سے پہلے چند سال ہوئے۔ امان اللہ کو میں نے اس وقت دیکھا تھا۔ جبکہ وہ شاہ جارج کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

ان دنوں امان اللہ روم میں رہتا۔ اور حج کر کے لوٹ رہا تھا۔ اگرچہ اس کی عمر صرف ۴۳ سال تھی۔ مگر بڈھا معلوم ہوتا تھا۔ معلوم ہوا۔ اب کبھی تو یہ جائداد بیچنے والا ایجنٹ تھا۔ کبھی کسان اور کبھی قدیم اشیاء بیچنے والا بن جاتا ہے۔ دن بھر یہ جہاز کے ڈیک پر ادھر اُدھر قمیص اور نکر پہنے گھومتا رہتا۔ کبھی کبھی سمندری پرندوں کے فوٹو لینے لگتا...... جب ہم مساوا پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ ایبے سینیا پر حملہ کرنے کے لئے اطالوی فوج جمع ہو رہی ہے۔ امان اللہ اور میں دن بھر تلاش کرتے رہے۔ کہ کہیں چارپائی مل جائے لیکن فضول۔ چنگی گھر کے افسر نے کہا۔ بادشاہ کو آج زمین پر ہی سونا پڑے گا"۔

یہ اس انسان کے عبرتناک حالات ہیں۔ جو کابل کے حکمران کی حیثیت سے جب یورپ سیر کے لئے گیا۔ تو لنڈن میں ۱۲۰ بکس لے کر پہنچا۔ وکٹوریا سٹیشن پر شاہ جارج نے اس کا شاندار استقبال کیا۔ حکومت برطانیہ نے ہر ہفتہ اس کی خاطر تواضع پر ۷۵ ہزار روپیہ خرچ کیا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی نے اسے آنریری ڈگری دی۔ انگریز نوکروں کو یہ بیس بیس پونڈ بطور "رقم بخشش" دے دیتا تھا۔ شیفیلڈ کے ایک بے کار کے ہاتھ میں اس نے سو پونڈ کا نوٹ دے دیا تھا۔ لنڈن کے فیشن ایبل حصہ ویسٹ اینڈ کے تاجر اسے اپنا مال پسند کرنے کے لئے بھیجتے۔ تو یہ ان کو تحفہ سمجھ کر ساتھ لے گیا۔ انہیں ایک پیسہ بھی نہ دیا۔ اور وہ چلاتے رہ گئے۔ جرمنی میں ہنڈن برگ نے جو اس وقت جرمنی کا پریزیڈنٹ تھا۔ اس کی بہت خاطر کی۔ اور اسے وہاں کے مشہور مقامات دکھائے۔ اٹلی میں بادشاہ اور مسولینی نے بھی امان اللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔

جس شخص کو ایک وقت یہ شان و شوکت حاصل تھی۔ وہ آج مسولینی کے ٹکڑوں پر پل رہا ہے۔ اور موت سے بدتر زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔ یہ اس ظلم و ستم کا نتیجہ ہے۔ جو امان اللہ کے عہد میں کابل کے چند احمدیوں پر کیا گیا۔ اور جس کی ساری ذمہ داری امان اللہ پر عائد ہوتی ہے۔

وہ لوگ جنہوں نے بذات خود اس ظلم میں حصہ لیا۔ اور بے گناہ احمدیوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ ان پر بچہ سقہ کے فتح پانے اور پایہ تخت کابل پر قابض ہونے کے عرصہ میں جو کچھ گزری۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی جان و مال عزت و آبرو سب کچھ برباد ہو گئی۔ پھر جب بچہ سقہ نے دیکھا کہ اس کا تخت کابل پر متمکن رہنا ممکن نہیں۔ تو اس نے دوسری بار کابل کو تباہ کیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کی ذلت کو انتہا تک پہونچا دیا۔

غرض خدا تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں پر ظلم کرنے والوں سے ایسا انتقام لیا۔ جو تمام دنیا کے لئے عبرت کا نشان ہے۔

## مدینۃ المسیح

قادیان ۱۵ وفا ۱۳۲۰ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق پونے دس بجے شب کی اطلاع مظہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت تا حال علیل ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بفضلہ تعالیٰ صحت ہے۔

## اخبار احمدیہ

**درخواست ہائے دعا** (۱) امیر محمد خان صاحب پٹواری بیمار ہیں (۲) سید حمید الدین احمد صاحب جمشید پور کی اہلیہ مختلف عوارض میں مبتلا ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔

**جناب اختر صاحب کے متعلق اطلاع** چونکہ میاں غلام محمد صاحب اختر لیبر ویلفیئر آفیسر لاہور تین ماہ کی رخصت پر ہیں۔ اور بغرض تبلیغ و سیاحت اور بحالی صحت مع عیال کشمیر جا رہے ہیں۔ اس لئے ان سے ملنے یا خط و کتابت کرنے والے تا اطلاع ثانی ان کا لاہور کا ایڈریس استعمال نہ کریں۔ عبد الرحمٰن قادیانی

**ترقی** جناب بابو اکبر علی صاحب کو راولپنڈی سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ان کے صاحبزادہ میجر عطاء اللہ صاحب اب لفٹننٹ کرنل ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

**احمدی طالب علم کی کامیابی** لنڈن سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے کہ عزیزی سید ممتاز احمد صاحب بخاری نے رائل کالج آف ویٹرنری سرجن سے تھرڈ ایر کا امتحان آنرز کے ساتھ پاس کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ احباب دعا کریں۔ کہ عزیز موصوف تعلیم کے باقی دو سال بھی پورے کر کے کامیاب بامراد واپس آئے۔ خاکسار سید غلام حسین از بھوپال

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

## خدا تعالےٰ تحکم کو پسند نہیں کرتا

"ہمارا خدا تھکنے والا خدا نہیں۔ اور وہ صرف گزشتہ نشانوں پر بس نہیں کر چکا۔ وہ ہر وقت تیار ہے۔ اگر گزشتہ نشانوں سے ہمارے علماء مطمئن نہیں اور وہ ان کو نہیں مانتے تو خدا تعالیٰ اور زیادہ دکھلا سکتا ہے۔ میں دعا کر سکتا ہوں۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ تحکم کو پسند نہیں کرتا۔ اور وہ عادت سے باز نہیں آتا۔ صرف یہ مطلب اور مقصود ہونا چاہیئے۔ کہ کوئی امر خارق عادت ظاہر ہو۔ ان کو کوئی حق نہیں۔ کہ نشان کی تخصیص اپنی طرف سے کرے۔ اگر وہ حق کو دیکھ کر تکذیب کریں گے۔ تو خدا کی غیرت کو اور زیادہ جنبش ہو گی۔ یہ لوگ جو اس طرح کے سوال کرتے ہیں۔ کہ زمین کو الٹ کر دکھا دو۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ اس طرح کے سوالات تو کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے۔ ہاں انسانی طاقت سے باہر ایک امر ہو گا۔ اگر وہ اسے نہ مانے تو پھر خود دیا کر کے دکھا دیویں۔ میں نے لیکھرام کی نسبت پیشگوئی کی۔ اس نے میرے مقابل ایک تین سال کی پیشگوئی کی کہ میں ہیضہ سے مر جاؤں گا۔ اب اس معاملہ کو سات یا آٹھ برس ہو چکے ہیں۔ اس کی تو ہڈیاں بھی موجود نہ ہوں گی۔ حالانکہ میں خدا کے فضل سے چلتا پھرتا ہوں۔ یہ امور جو ایک صالح اور شریف کے واسطے قابل غور ہیں بشرطیکہ وہ اپنے نفس کا علاج کرانے والا ہو۔ اس کو یہ موقعہ نہیں ہے کہ بحث کرے۔ اسے خیال کرنا چاہیئے۔ کہ خدا کا ایک قہری نشان موت (طاعون) سر پر ہے۔ کسی کو کیا علم کہ اس نے کہاں تک سیر کرنا ہے۔ پھر نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے۔ کہ طاعون کو ہماری نصرت کے واسطے بھیجا ہے۔ ہم نے اس کی خبر اس وقت دی۔ جبکہ اس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور اس سے کئی سال پیشتر یہ کلمہ کہا گیا تھا۔ کہ یا مسیح الخلق عدوانا اب گاؤں کے گاؤں آ رہے ہیں۔ پس خدا کی خرق عادت کیسے یہی امور ہوتے ہیں۔ جس شخص کے اندر حضرت ابوبکرؓ کی صفت ہوتی ہے اس کے واسطے نشانوں کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف چہرہ کو دیکھ کر شناخت کر لیا کرتے ہیں"

(البدر ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء)

**ولادت** خاکسار کے ہاں ۵ جولائی کو لڑکا تولد ہوا۔ احباب اس کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کریں۔ اللہ بخش کارکن نظارت بیت المال

**سپاس تعزیت** عزیزم ڈاکٹر محمد نثار اللہ خان مرحوم کی وفات پر احباب کے بہت سے ہمدردی کے خطوط اور تار آج تک ہمیں آ رہے ہیں۔ چونکہ فرداً فرداً جواب دینے سے معذور ہیں اس لئے بذریعہ اخبار ایسے اصحاب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ہمدردی کی جزائے خیر دے۔ خاکسار ڈاکٹر احمد خان جودھپوری

**دعائے مغفرت و نعم البدل** (۱) میری لڑکی حمیدہ بیگم بعمر ۱۵ سال ۵ ماہ احسان کو فوت ہو گئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار فضل الدین موضع حیدر آباد ضلع لاہور (۲) میرا لڑکا بعمر تین سال فوت ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے قبل خاکسار کے چار بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو چکے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ مولا کریم نعم البدل عطا فرمائے خاکسار نصر اللہ خان داتا زید کا

# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کمالاتِ اسلام کا کامل نمونہ ہیں

(۲)

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں کامل مومنوں کی شناخت کے لئے بعض علامات بیان فرمائی ہیں۔ اور پانچ عظیم الشان آسمانی تائیدوں کا وعدہ دیا ہے:-

## پہلی آسمانی تائید

"اوّل یہ کہ مومن کامل کو خدا تعالےٰ سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں۔ یعنی پیش از وقوع خوشخبریاں جو اس کی مرادات یا اس کے دوستوں کے مطلوبات ہیں۔ اس کو بتلائی جاتی ہیں"۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اولیاءَ اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون۔ لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدّنیا۔ یعنی خدا کے دوستوں کو الہام اور خدا کے مکالمہ کے ذریعے اس دُنیا میں خوشخبری ملتی ہے۔

پھر فرمایا۔ اِنّ الذین قالوا ربّنا اللہ ثم استقاموا تتنزل الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا۔ یعنی جو لوگ خدا پر ایمان لا کر پوری پوری استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ان پر خدا تعالےٰ کے فرشتے اترتے ہیں۔ اور یہ الہام ان کو کرتے ہیں۔ کہ تم کچھ خوف اور غم نہ کرو۔ تمہارے لئے وہ بہشت ہے جس کے بارے میں تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ ہم اس دُنیاوی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار ہیں۔

## دُوسری آسمانی تائید

"دوم یہ کہ مومن کامل کی اکثر دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ اور اکثر ان دعاؤں کی قبولیت کی پیش از وقت اطلاع بھی دی جاتی ہے۔ اور جب کبھی امر میں خدا تعالےٰ کے انبیاء یا دیگر اولیاء اللہ کا ایک منکر یا مخالف گروہ سے مقابلہ ہو جائے۔ تو صرف مومن کامل کی دُعا ہی قبول کی جاتی ہے۔ اور بالمقابل منکروں اور مخالفوں کی دُعا رد کی جاتی ہے"۔

## تیسری آسمانی تائید

سوم مومن کامل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی نصرت اور اس کا فضل و کرم نیز اس کے متواتر انعامات زندگی میں (نیز اس کی وفات کے بعد اس کے متعلقین پر) بہت واضح اور روشن ہوتے ہیں۔ اور اس کے منکر یا مخالف خدا تعالےٰ کے ان انعاموں سے بکلی محروم کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کے کئی مقامات پر اللہ تعالےٰ نے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے چنانچہ ایک مقام پر فرماتا ہے:- اَم حسب الذین اجترحوا السیّات ان نجعلھم کالذین اٰمنوا و عملوا الصالحات سوآءً محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون۔ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو بُرائیاں کرتے ہیں۔ کہ ہم ان کو ان لوگوں کی مانند کر دیں۔ جو ایمان لائے۔ اور اعمال صالح بجا لائے۔ برابر ہے ان کی زندگی اور ان کی موت۔ بُرا ہے۔ جو وُہ فیصلہ کرتے ہیں۔ یعنی جو لوگ خدا تعالےٰ کے نافرمان اور بدعملوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ انہیں صالح اعمال بجا لانے والے مومنین یعنی انبیاء اور ان کی جماعتوں والی کامیاب اور کامران زندگی۔ اور نیز خدا تعالےٰ کے پُر رحمت انعامات اور تائیدی نشانات کبھی بھی نصیب نہیں ہوتے۔

## چوتھی آسمانی تائید

چہارم یہ کہ مومن کامل پر قرآن کریم کے علوم یعنی دقائق اور معارف سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لا یمسّہ الا المطھّرون۔ اور اس بارے میں کوئی مخالف ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

## پانچویں آسمانی تائید

قرآن کریم کی کامل اطاعت یا اسلامی کمالات کی ایک برکت یہ ہے۔ کہ "مومن کامل پر ایسے امُورِ غیبیہ کھلتے ہیں۔ جو نہ صرف اس کی ذات یا اس کے واسطے داروں سے متعلق ہوں۔ بلکہ جو کچھ دُنیا میں قضا و قدر نازل ہونے والی ہے۔۔۔۔ ان سے برگزیدہ مومن کو اکثر اوقات خبر دی جاتی ہے"۔ اور یہ امر یعنی کثرت اظہار امُورِ غیبیہ خدا تعالےٰ کے انبیاء سے مخصوص ہے۔ جیسا کہ فرمایا فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول۔

## بشارات آسمانی کا نزُول

اسلام کی یہ وُہ برکات ہیں۔ جن کا اللہ تعالےٰ نے کامل مومنوں یا کامل متبعین کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی تمام برکات اور اسلام کے سب کمالات اپنی پوری شان کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجُود مبارک میں موجُود ہیں۔ اور درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجُود کمالاتِ اسلام کا آئینہ ہے۔ چنانچہ بموجب آیت کریمہ لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدُّنیا۔ یعنی خدا کے دوستوں کو الہام اور خدا کے مکالمہ کے ذریعہ سے اس دُنیا میں خوشخبری ملتی ہے۔ اور خدا کے دوستوں کو کوئی خوف اور غم نہیں ہوتا۔ نیز ان پر خدا تعالےٰ کے فرشتے اترتے ہیں۔ خدا کے اس مبشر کلام کے ساتھ کہ تم کچھ خوف اور غم نہ کرو۔۔۔۔۔ ہم اس دُنیاوی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زندگی میں ہر طرح اور ہر پہلو سے نہایت واضح ہیں۔ اس جگہ ان واقعات کی تفصیل ممکن نہیں۔ اس وقت جب حضور ایک دُور افتادہ گاؤں میں ایسی گمنامی کی حالت میں تھے کہ بہت کم لوگ حضور سے بھی واقف تھے۔ اور اس زمانہ میں جبکہ حضور کی زندگی بالکل گوشۂ تنہائی میں گزرتی تھی۔ خدا تعالےٰ کا یہ مبشر کلام حضور پر نازل ہوُا۔ یا احمد بارک اللہ فیک ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ الرحمٰن علم القرآن۔ لتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اول المومنین۔ یعنی اے احمد۔ خدا نے تجھ میں برکت رکھدی۔ جو کچھ تو نے چلایا۔ تو نے نہیں چلایا۔ بلکہ خدا نے چلایا وُہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا۔ یعنی اس کے حقیقی معنوں پر تجھے اطلاع بخشی۔ تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے۔ جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔۔۔۔۔ ان لوگوں کو کہدے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اور میں وُہ ہوں۔ جو سب سے پہلے ایمان لایا۔ نیز فرمایا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا خدا تیرے سب کام درست کر دے گا۔ اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔۔۔۔۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔ اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔۔۔۔۔ میں ہر اس شخص کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا خواہاں ہوگا۔ اور اس شخص کی مدد کروں گا۔ جو تیرا مددگار ہوگا۔۔۔۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ سب وُہ لوگ جو تیری ذلّت کے فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابُود کرنے کے خیال میں ہیں۔ وُہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دُوں گا۔ نظر اللہ الیک معطرًا۔ خدا تعالےٰ نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا۔ نیز فرمایا۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ جس وقت خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجُوع کرے گا۔ اس وقت کہا جائیگا۔ کہ کیا یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہ تھا۔ اور خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو۔ یعنی یہ خیال مت کر کہ میں تو ایک گمنام اور اکیلا اور احقر من الناس ہوں۔ یہ کیونکر ہوگا۔ کہ میرے ساتھ ایک دُنیا جمع ہو جائے گی۔ کیونکہ خدا ارادہ کر چکا ہے۔ کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور اس کی مدد قریب ہے۔۔۔۔۔ اور اس قدر لوگ کثرت سے آئیں گے۔ کہ جن راہوں پر چلیں گے۔ ان راہوں میں

گرتے پڑتے آئیں گے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ بہت سے لوگ اپنے اپنے وطنوں سے تیرے پاس قادیان میں ہجرت کر کے آئیں گے۔

الغرض اس قسم کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں بیشتر از الہام ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس وقت آپ پر نازل ہوئے جبکہ ان باتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور ہر شخص ان باتوں کو غیر ممکن خیال کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس اپنی تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اگرچہ وہ (خدا تعالیٰ) بغیر سبقت پیشگوئیوں کے بھی میری نصرت اور تائید کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ ایسے زمانہ اور ایسی نومیدی کے وقت میں میری تائید اور نصرت کے لئے پیشگوئیاں فرمادیں۔ کہ وہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ سے مشابہ تھا جبکہ آپ مکہ معظمہ کی گلیوں میں اکیلے پھرتے تھے۔ اور کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اور کوئی صورت کامیابی کی ظاہر نہیں تھی اسی طرح وہ پیشگوئیاں جو میرے گمنامی کے زمانہ میں کی گئیں۔ اس زمانہ کی نگاہ میں ہنسی کے لائق اور دور از قیاس تھیں اور ایک دیوانہ کی بڑ سے مشابہ تھیں"

لیکن بعد میں یہ تمام پیشگوئیاں غیر معمولی طور پر پوری ہوئیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ان تمام نشانوں کو جو حضور کی ذات اور حضور کی اولاد کے متعلق یا دیگر دوستوں نیز جماعت کے متعلق یا پھر بعض مخالفین اور معاندین سلسلہ یا بعض ارضی اور سماوی انقلابات کے متعلق تھیں۔ الغرض ہر پہلو اور ہر رنگ میں پوری ہوئیں۔ اور ہر سال اور ہر زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں۔ پس حضرت اقدس کی زندگی لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا کا پورا اور کامل نمونہ ہے۔ اور اس کی نظیر سوائے سلسلہ انبیاء کہیں نہیں ملتی۔

## قبولیت دعا کا نشان

دوسری تائید الٰہی جس کا کامل مومنین کے لئے قرآن کریم نے وعدہ فرمایا ہے۔ وہ قبولیت دعا ہے۔ یعنی کاملین کی دعائیں اکثر اور غیر معمولی طور پر قبول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پہلو سے بھی حضرت اقدس کو قبولیت دعا کا شرف معجزانہ طور پر عطا فرمایا۔ اور اکثر دفعہ قبل از وقوع دعاؤں کی قبولیت سے مطلع فرمایا۔ اس سلسلہ میں بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ کئی لاعلاج بلکہ قریب المرگ آدمی حضور کی دعا سے شفا پا گئے۔ کئی لوگ بعض تکلیفوں یا مقدمات میں ماخوذ تھے جو حضور کی دعاؤں کے طفیل بری کئے گئے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کو جو حضور کے اہل بیت اور دیگر عزیزوں یا جماعت کے دوستوں کے متعلق تھیں قبول فرمایا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نزول المسیح اور حقیقۃ الوحی) اس سلسلہ میں سب سے بڑھ کر نمایاں پہلو یہ ہے کہ حضور کو اپنی دعاؤں کی قبولیت پر ایسا یقین تھا۔ کہ اس کی مثال زمانہ حال کے کروڑہا مسلمانوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں ملتی۔ حضرت اقدس کا یہ یقین اور وثوق کہ اللہ تعالیٰ حضور کے دشمنوں کی دعاؤں کو حضور کے بالمقابل رد کر دے گا۔ خواہ ان کی تعداد لاکھوں ہو۔ حضور کے قرب الٰہی اور مامور من اللہ ہونے کی ایک نہایت واضح دلیل ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام رسالہ اربعین صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔

"اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب ملکر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں۔ اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو"

"میں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں۔ تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے۔ کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں۔ اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں پھر اگر میں کاذب ہوں گا۔ تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں۔ کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں۔ اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں۔ کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں۔ اور پلکیں جھڑ جائیں۔ اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے۔ اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے۔ یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی۔ کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعا کرے گا۔ وہ بددعا اسی پر پڑے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا۔ مگر میرا خدا مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں۔ کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں۔ اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں۔ تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں"

### علماء کو دعوت مباہلہ

بالمقابل دعا کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نشان علماء کے نام دعوت مباہلہ ہے۔ جس کا ذکر حضور نے رسالہ انجام آتھم میں تحریر فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس زمانہ کے ایک صد سے زائد مشہور علماء اور گدی نشینوں کو دعوت مباہلہ دی۔ اور فرمایا اگر یہ لوگ مقام مباہلہ میں میرے مقابل پر آئے۔ اور ان میں سے ایک بھی میری بددعا سے بچ گیا۔ تو میرا دعوےٰ باطل ہوگا۔ چنانچہ علماء اور سجادہ نشینوں کا یہ گروہ جن میں سے بعض عام لوگوں کے زعم میں اولیاء اللہ سمجھے جاتے تھے سب خاموش ہو گئے۔ اور کوئی بھی مقابل پر نہ آیا۔ کیونکہ اتنے بڑے گروہ میں سے ایک کو بھی اپنی دعاؤں کی قبولیت پر یقین نہ تھا

## خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت

تیسری تائید یا برکت جس کا قرآن کریم نے کامل مومنوں کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم نیز اس کی غیر معمولی نصرت ہے۔ جو کاملین کے شامل حال ہوتی ہے۔ یہ امر حضرت اقدس کی زندگی کے ہر پہلو میں نہایت نمایاں ہے۔ اور اس کی تفصیل کے لئے اخبار کے چند کالم ناکافی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کو مخاطب فرماتے ہوئے جو آپ کو نعوذ باللہ مفتری اور کاذب یا مکار کہتے۔ اور آپ کے بدخواہ تھے۔ اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں:۔

ان کے لئے تو بس ہے خدا کا یہی نشاں
یعنی وہ فضل اس کے جو مجھ پر ہیں ہر زماں
دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی

## قرآن کریم کے حقائق و معارف کا انکشاف

چوتھی تائید یا برکت جس کا کامل مومنوں کے لئے قرآن کریم نے وعدہ فرمایا ہے۔ وہ بموجب آیت کریمہ لا یمسه الا المطهرون قرآن کریم کے علوم یعنی دقائق اور معارف ہیں۔

یعنی مومن کامل پر قرآن کریم کے حقائق اور معارف سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔ اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام بہت بلند ہے اور اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بڑھ کر علم قرآن حضرت اقدس کو عطا فرمایا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں "مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار بار انکو بلایا۔ تو خدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا۔ یہ اللہ جلشانہٗ کا ایک نشان ہے۔ میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں"

(سراج منیر صفحہ ۳۵)

آخری زمانہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ اس وقت قرآن اٹھ جائیگا۔ اور صرف اس کا نقش باقی رہ جائے گا۔ یہ علامت اس وقت پوری ہو چکی ہے سوائے جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دنیا بھر میں عملی طور پر قرآن کریم اس کثرت سے کہیں نہیں پڑھا جاتا۔ اور اچھے اچھے مولوی فقہ اور حدیث کے ماہر قرآن کریم کا ترجمہ تک نہیں جانتے۔ عام مسلمان قرآن کریم کے پڑھنے سے غافل ہیں۔ زیادہ سے زیادہ گھر میں کسی مصیبت کے وقت چند ملانوں کو بلا کر ختم کروا دینا کافی سمجھتے ہیں۔ یا کئی ٹونے ٹوٹکے کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کے متعلق کئی قسم کے غلط خیالات لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کریم کا ایک حصہ دنیا سے اٹھا یا گیا۔ بعض کے نزدیک موجودہ قرآن میں بھی انسانی تصرفات کا دخل ہے

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم کے بعض حصے منسوخ ہیں۔ پھر ایک خطرناک عقیدہ کلام الٰہی کے متعلق یہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ بعض دفعہ شیطان الہام الٰہی میں دخل دیتا۔ اور نبی کے کلام سنانے کے وقت اپنا دخل دے کر اپنا الہام جاری کر دیتا۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس سے ایمان ہی اٹھ جاتا ہے پھر قرآن کریم کے مقام کو لوگوں نے بے وقعت کر دیا۔ اور اس کو بالکل حدیث کے تابع کر دیا۔ خواہ وہ ضعیف ہی ہو۔ اسی قسم کے بہت سے خیالات تھے جن کی وجہ سے قرآن کریم عملاً دنیا سے اٹھ گیا تھا حضرت اقدس علیہ السلام نے ان تمام عیوب کو آکر دور فرمایا۔ اور قرآن کریم کی حقیقی شان اور عظمت قائم کی اور یہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حقیقی شان اور عظمت آپ پر ظاہر فرمائی۔ اور قرآن کریم کے لامحدود حقائق اور معارف آپ پر کھولے آپ نے اسلام پر حملہ اعتراضات کے جواب قرآن کریم سے دئیے۔ جب عیسائیوں نے یہ اعتراض کیا کہ قرآن کریم کا دعوےٰ فصاحت و بلاغت نعوذ باللہ غلط ہے۔ اور قرآن کریم کی عبارت غیر فصیح۔ تو حضور نے نہایت سختی سے اس اعتراض کو رد کیا۔ اور فرمایا تم کہتے ہو۔ قرآن کریم غیر فصیح ہے۔ میں قرآن کریم کی برکات کا ایک زندہ نشان ہوں۔ اور مجھے اسی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے زبان عربی میں ایک اعجازی بلاغت و فصاحت دی ہے۔ اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم کا مقام تو بہت بلند ہے پہلے تم میرا مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضور نے ایک کتاب "نور الحق" عربی زبان میں شائع فرمائی۔ اور پادریوں کے لئے پانچ ہزار روپیہ انعام مقرر کیا۔ بشرطیکہ وہ عربی زبان میں اس کا رد لکھیں۔ لیکن پادری خاموش ہو گئے۔ اور باوجود غیرت دلانے کے مقابلہ پر آمادہ نہ ہوئے۔

حضورؑ کی تصانیف قرآن کریم کے حقائق اور معارف اور نیز دلائل حقانیت

فرقان مجید سے ایسی پر ہیں کہ ان کی مثال گزشتہ تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔ اور اب ان کی برکت سے قرآن کریم کا مقام ہمیشہ کے لئے بلند ہو گیا ہے فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

## امور غیبیہ کا نزول

جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے۔ قرآن کریم کی کامل اطاعت یا اسلامی کمالات کی ایک برکت یہ ہے۔ کہ مومن کامل پر کئی امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ اور بعض دفعہ دنیا کی قضاو قدر سے بیش از وقوع اس کو مطلع کیا جاتا ہے۔ اور کثرت اظہار امور غیبیہ خدا تعالےٰ کے انبیاء سے مخصوص ہے یہ پہلو بھی واضح ہے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی ہے۔ کہ اس کی نظیر سوائے نبیوں کے کہیں نہیں پائی جاتی۔

چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں "اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اس جگہ یہ ممکن نہیں کہ اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ کے متعلق کچھ مختصراً بھی عرض کیا جائے حضور کی پیشگوئیاں شروع سے اب تک ہر زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں۔

## حضرت مسیح موعودؑ سے الگ ہو کر کوئی مومن نہیں بن سکتا

خلاصہ کلام یہ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر اللہ تعالےٰ نے ہر پہلو سے نشان ظاہر فرمائے ہیں۔ چنانچہ برکاتِ اسلام کا پہلو حضور کی ذات میں ہر طرح نہایت واضح ہے۔ جس کی نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد گزشتہ اور زمانہ حال کے کروڑہا مسلمانوں میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے گزشتہ انبیاء کی برکات اور کمالات سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ اور آپ کی بعثت سے ہر نبی گویا دوبارہ زندہ ہو گیا ہے

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بپیراہنم

نہ صرف یہ بلکہ صفات الٰہیہ کی ایک نئی تجلی کا دنیا میں ظہور ہوا۔ اور آپ کے طفیل خدا تعالےٰ کے پُر رحمت نشانات اور پھر حضرت اقدسؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس کے جلالی اور قہری نشانات ظاہر ہوئے۔ جس کی ایک مثال موجودہ جنگ یورپ ہے۔ ہم اس زمانہ میں بالکل ناواقف تھے کہ الہام یا کشف کیا چیز ہے۔ وحی الٰہی کیسے ہوتی ہے۔ نشان اور معجزہ کی کیا حقیقت ہے۔ نزول ملائکہ سے کیا مراد ہے۔ پیشگوئی کسے کہتے ہیں۔ دعا اور پھر قبولیت دعا کہاں تک درست ہے نبی نوع پر خدا تعالےٰ کے ایک عظیم الشان انعام یعنے بعثت کی کیا حقیقت ہے۔ اور پھر نبی کسے کہتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نیز اسی قسم کے صدہا امور جو ہمارے لئے بطور قصہ یا محض واقعات گزشتہ کے تھے اور جن کے متعلق ہمارے ایمان صرف رسمی تھے حضور علیہ السلام کی بعثت سے یہ باتیں ہمارے سامنے واقع ہوئیں۔ اور ان کو مشاہدہ کرتے ہوئے ہمیں حقیقی ایمان نصیب ہوا۔ ہم نے ان سب امور کو حضور کی ذات والا صفات میں حال کے طور پر دیکھا۔ اسی طرح غلبہ اسلام کے متعلق آپ کا ایک اہم کارنامہ یہ بھی ہے کہ حضور نے اپنے تئیں اسلام کی برکات کا ایک زندہ ثبوت پیش کیا۔ اور فرمایا اسلام ایک زندہ مذہب ہے اس کی برکات ہر زمانہ میں جاری ہیں۔ اس کا کامل پیرو ایک غیر معمولی امتیاز اور شرف حاصل کر لیتا ہے اور دیگر مذاہب میں سب جگہ محض قصے اور کہانیاں ہیں۔ حال کے طور پر کہیں بھی کچھ برکت نہیں پس قرآن کریم کے بیان فرمودہ حقائق کی رو سے نہ صرف آپ کامل مومن ہیں بلکہ

# سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی زندگی کے حالات

## گورنمنٹ پبلک اور ملک کی قابلانہ خدمت کا مرقع

ایک واقفکار کے قلم سے

(۲)

انجمن اقوام کی اسمبلی کا اجلاس روسی مظالم کے خلاف فن لینڈ کی اپیل کے سلسلہ میں تھا۔ جس میں سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ہندوستان کی نمائندگی کی۔ مسٹر ورنن بارٹلٹ نے بھرے اجلاس میں کہا تھا۔ کہ سر محمد ظفر اللہ خان کی تقریر اس اجلاس کا ماحصل ہے۔ بعد میں جن حالات نے یورپ کے امن و سکون کو برباد کیا۔ ان کی روشنی میں دیکھا جائے۔ تو سر محمد ظفر اللہ خان کی اس تقریر کا آخری حصہ ایک عجیب پیشگوئی معلوم ہوتا ہے۔

### وار سپلائی ڈیپارٹمنٹ

جنگ سے کچھ عرصہ پہلے حکومت ہند نے وار سپلائی ڈیپارٹمنٹ قائم کیا تھا۔ سر محمد ظفر اللہ کو شعبہ قانون کے علاوہ یہ شعبہ بھی تفویض کر دیا گیا۔ اس طرح آپ کے کندھوں پر اس سے بھی زیادہ بوجھ آ پڑا۔ جو آپ پر کامرس و ریلوے ممبر ہونے کے وقت تھا۔

اپریل ۱۹۴۰ء میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں آپ کی رکنیت کی طبعی میعاد ختم ہو گئی۔ لیکن محکمہ سپلائی ابھی زندگی کی فضا میں پوری طرح سانس لینے نہ پایا تھا۔ اور اس کے طریق کار و ترتیب کے متعلق مجلس آئین ساز کے اندر اور باہر اکثر متضاد مگر شدید نکتہ چینی ہو رہی تھی۔ اگر اس محکمہ کو اپنے فرائض پوری طرح ادا کرنے تھے۔ تو اس کی از سر نو زبردست ترتیب اور اس کے طرز عمل میں نمایاں تبدیلی ضروری تھی۔ عین اس موقع پر رکنیت کی تبدیلی سے محکمہ میں اور زیادہ بد نظمی کا پیدا ہو جانا قدرتی بات تھی۔ اسلئے ملک معظم نے سر محمد ظفر اللہ خان کو مزید میعاد کے لئے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن مقرر کر دیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سر محمد ظفر اللہ خان کا یہ اعزاز ایگزیکٹو کونسل کی تاریخ میں لاثانی ہے۔ آپ کا اصل کام محکمہ سپلائی کو اس طریق سے از سر نو مرتب کرنا تھا۔ کہ وہ اپنے نہایت اہم فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا خود ہی بہترین آلہ بن جائے۔ از سر نو ترتیب کا ایک حصہ یہ تھا۔ کہ سر محمد ظفر اللہ خان ایک نہایت قابل اور انتظامی معاملات پر خاص عبور رکھنے والے صاحب مسٹر ای۔ ایم جنکن کو جو اس وقت صوبہ دہلی کے چیف کمشنر تھے۔ محکمہ سپلائی کے لئے بطور سکرٹری حاصل کر سکے۔ انہوں نے باہم نہایت سکون کے ساتھ سخت مشقت کی محکمہ کو نئے سانچے میں ڈھالا۔ صحیح طور پر مرتب کیا۔ معقول پیمانہ پر وسعت دی۔ مناسب کاٹ چھانٹ کی۔ اور پروان چڑھایا۔ یہاں تک کہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ یہ محکمہ ایک نہایت وسیع اور قابل ادارہ بن گیا ہے۔ اب اس کی بنیاد اتنی مضبوط اور وسعت اتنی معقول ہو چکی ہے۔ کہ جنگ کے سلسلہ میں بہم رسانی کی جو ذمہ واری اس پر ڈالی جائے۔ اسے اٹھا سکے گا۔ جنگ کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اس محکمہ میں تبدیلیوں کی ضرورت پڑے گی۔ اور اس کی سرگرمیاں روز افزوں بڑھانی پڑیں گی۔ مگر اب اس جہاز کا پیندا ہموار اور راستہ بالکل صاف ہے۔ اسلئے اسے آگے بڑھنے میں کوئی دقت نہ ہو گی۔ سر محمد ظفر اللہ خان کے اس کامیاب دور حیات میں یہ کارنامہ تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

### ایسٹرن گروپ کانفرنس کی صدارت

۱۹۴۰ء کے موسم خزاں میں بمقام دہلی ایسٹرن گروپ کانفرنس بلائی گئی۔ وار سپلائی سے متعلق ایسٹرن گروپ ممالک کے باہم مرتبہ اشتراک و تعاون کا مسئلہ لارڈ لنلتھگو کے تخیل کا پیدا کردہ تھا۔ انہوں نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کیلئے سر محمد ظفر اللہ خان کے سپرد کر دیا۔ کانفرنس کے چیئرمین ہونے کی وجہ سے سر محمد ظفر اللہ خان کے فرائض نہایت مشکل تھے۔ اس کام میں بھی آپ کو اپنے ان تھک کام کرنے والے سکرٹری مسٹر جنکن کی مؤثر تائید حاصل رہی۔ اس کانفرنس کے اجلاس اکٹھے ہی شروع ہو گئے۔ اسلئے سر محمد ظفر اللہ خان کو بیک وقت چار کام کرنے پڑے۔ لاء ممبر کا کام سپلائی ممبر کے فرائض کی ادائیگی۔ اسمبلی کی قیادت اور ایسٹرن گروپ کانفرنس کی صدارت۔ یہ سب آپ نے ایک وقت بوجوہ احسن سرانجام دیئے۔ آپ کی کوششیں بار آور ہوئیں۔ اور آپ نے وائسرائے کو اطلاع دی۔ کہ کانفرنس سے متعلق محنت انجام پذیر ہو گئی ہے۔ اس محنت شاقہ کا نتیجہ اس صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ کہ ایسٹرن گروپ سپلائی کونسل کی سرگرمیاں روز افزوں ترقی پر ہیں۔ اس کونسل کے صدر سر آرچبالڈ کارٹر ہیں۔ ہندوستانی اصلاحات کے سلسلہ میں بمقام لنڈن جو گول میز کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ یہ ان کے سکرٹری جنرل تھے۔ اس طرح انہیں ہندوستان کے آئندہ سپلائی ممبر سر محمد ظفر اللہ خان کا اسی وقت قرب حاصل ہو گیا۔

### پبلک زندگی سے رخصت

مذکورہ بالا خدمات کا یہ شاندار ریکارڈ آپ نے اڑتالیس برس کی عمر میں قائم کیا ہے۔ اب آپ ہنگاموں سے ریٹائر ہو کر پر سکون اور علیحدگی کی فضاء میں جا رہے ہیں۔ جو ایک جج کے شایان شان خیال کی جا سکتی ہے۔

### ابتدائی زندگی

سر محمد ظفر اللہ خان کی جو قابلیت بحیثیت وکیل کے ہے۔ ابھی تک ہم نے اسکا ذکر نہیں کیا۔ اس جہت سے آپ کا تجربہ ستائیس سال کا ہے۔ ۱۹۱۴ء میں آپ نے لنکنز اِنّ سے بیرسٹری پاس کی اور باقاعدہ بیرسٹری کا کام شروع کیا۔ آپ لنڈن کے پاس شدہ ایل ایل۔ بی بھی ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں آپ وہاں فرسٹ کلاس آنرز میں سب سے اوّل آئے۔ آپ نے دو سال اپنے والد بزرگوار کے ساتھ سیالکوٹ میں پریکٹس کی۔ آپ کے والد سیالکوٹ میں دیوانی کے سب سے زیادہ ممتاز وکیل تھے۔ سر محمد ظفر اللہ خان ۱۹۱۴ء میں لاہور آ گئے۔ اور لاہور ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ زیادہ کام آپ نے یہیں کیا۔ اور معرکے کے مقدمے سر کر کے شہرت حاصل کی۔

یہاں آپ کی دو ایک ضمنی سرگرمیوں کا حوالہ دے دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یونیورسٹی لاء کالج لاہور میں آپ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۴ء تک لیکچرار رہے کئی سال تک مشہور عدالتی جرنل انڈین کیسز کے ادارتی فرائض زیڈ کے چودھری کے نام سے سرانجام دیتے رہے۔ آپکی ادارت کا زمانہ اس جرنل کی انتہائی ترقی کا زمانہ تھا۔ آپ کے تیار کردہ ہیڈ نوٹ اختصار اور صحت کا بہترین نمونہ ہوتے تھے آپ کے اعزازی امتیازات میں کیمبرج کی ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری اور کنگز کالج لنڈن کی فیلوشپ شامل ہیں۔

اس سال مارچ کے مہینہ میں سر شاہ محمد سلیمان کے محض ۵۵ سال کی عمر میں وفات پا جانے سے مسلمانوں میں سے ایک ایسی شخصیت اٹھ گئی۔ جو قانون کے علاوہ کئی دیگر علوم میں بہت بلند مرتبہ رکھتی تھی۔ ان کے اٹھ جانے سے ہندوستان اور ہندوستانی مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ شاہ محمد سلیمان کی وفات سے فیڈرل کورٹ میں جج کی ایک اسامی خالی ہو گئی جس کے لئے ابتداء ہی سے سر محمد ظفر اللہ خان کی طرف اشارہ کیا جا رہا تھا۔ مگر فیڈرل کورٹ نے سر شاہ محمد سلیمان کی وفات سے لے کر تعطیلات گرما کے آغاز تک یہ فیصلہ زیر غور رکھا۔ یہ ضرور محسوس کیا گیا ہو گا کہ اگرچہ اس اسامی کیلئے سر محمد ظفر اللہ خان ہی موزوں ترین آدمی ہیں۔ مگر انہیں ناگزیر ضرورت سے پہلے محکمہ سپلائی سے علیحدہ کرنا نہایت افسوس کا مقام ہو گا۔ لہذا بمبئی کے چیف جسٹس سر جان بیومانٹ کو تعطیلات کے آغاز تک عارضی طور پر فیڈرل کورٹ کا جج بنا دیا گیا۔ سر محمد ظفر اللہ خان کا تقرر تعطیلات گرما کے بعد سے ہو گا۔

(سٹیٹسمین ۱۰ جولائی ۱۹۴۱ء)

# غیر مبایعین سے مسئلہ اسمہٗ احمد پر مناظرہ

۱۲ رجولائی ۔ انجمن خدام الاحمدیہ دہلی کے زیر اہتمام مولوی اختر حسین صاحب مبلغ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور ملک سعید احمد صاحب بی ۔ اے کے مابین ڈیڑھ گھنٹہ مناظرہ ہوا ۔ موضوع یہ تھا کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام احمد ہے یا نہیں ۔ مدعی کی حیثیت سے ملک سعید احمد صاحب نے اپنی پندرہ منٹ کی ابتدائی تقریر میں بتایا ۔ زیر بحث امر یہ ہے ۔ کہ آیا "احمد" لفظ ذاتی طور پر بطور نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق استعمال ہوا ہے یا نہیں ۔ اور اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل حوالہ جات پیش کئے ۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کی شہادت کہ انہوں نے اپنے دو بیٹوں کے نام پر (یعنی غلام احمد اور غلام قادر) دو گاؤں بسائے ۔ جنکے نام احمد آباد اور قادر آباد رکھے ۔ جس سے ثابت ہوا ۔ کہ آپ کے والد کے نزدیک بھی حضور کا نام "احمد" تھا ۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمد کے نام پر بیعت لیتے تھے ۔ اور بیعت میں اسم علم ضروری ہے ۔ پس معلوم ہوا ۔ کہ آپ کا نام احمد تھا ۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق کہ "چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو پاک نفس رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں"۔ مولوی محمد علی صاحب بھی بیعت لیتے ہوئے اقرار کراتے ہیں ۔ کہ "آج میں محمد علی کے ہاتھ پر "احمد" کی بیعت میں داخل ہو کر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں"۔ اب اگر مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر بیعت لیتے ہیں ۔ تو حضور کا "احمد" نام ثابت ہے ۔ اگر نام پر بیعت نہیں لیتے ۔ تو معلوم ہوا ۔ کہ وہ حضور کے ارشاد کی خلاف ورزی کرتے ہیں ۔

(۴) مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام "احمد" رکھا ۔ اور اس میں تمام حالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کئے ۔

(۵) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں ۔ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاص نام ہمارے سید و مولیٰ خاتم النبیین کا ہے ۔ مکہ خاص شہر کا نام ہے جس میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تولد ہوا ۔ احمد نام ہمارے اس امام کا ہے ۔ جو قادیان سے ظاہر ہوا"۔ (رسالہ مبادی الصرف والنحو)

(۶) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :- "میں مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں ۔ کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے ۔ اور وہی احمد رسول ہیں"۔ (الحکم ۱۴ - ۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء)

(۷) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"احمد آخر زماں نام من است

آخری جام ہمیں جام من است"

(۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام آریوں کو ایک معاہدے اور مباہلے کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :- "بعد حمد و صلوٰۃ میں عبد اللہ الاحد الصمد احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم (جو مؤلف براہین احمدیہ ہوں) حضرۃ خداوند کریم جل شانہ و عز اسمہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں"۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۲۵۲)

اس میں حضور نے اپنا نام احمد لکھا ہے ۔ اور یہ مباہلے اور معاہدے کا مضمون ہے جو ہرگز صفاتی ناموں سے نہیں ہو سکتا اور اس کے علاوہ ذاتی نام اس میں نہیں ۔

(۹) لجۃ النور ص ۱ پر حضور فرماتے ہیں :- "امابعد فھذا مکتوب من مظہر البروزین وارث النبیین عبد اللہ الاحد ابی المحمود احمد عافاہ اللہ کہ یہ خط مظہر بروزین (یعنی دو بروزوں کے مظہر) کی طرف سے ہے ۔ اور وارث النبیین ہے یعنی عبد اللہ الاحد ۔ محمود کا باپ ۔ احمد اللہ تعالیٰ اسے عافیت میں رکھے ۔

اسمیں بھی اپنا نام احمد تحریر فرمایا ۔

(۱۰) لجۃ النور ص ۶ پر حضور فرماتے ہیں ۔ "انا المسمی من اللہ باحمد مع اسماء اخری ذکرتھا فی مواضعھا و اسم ابی میرزا غلام مرتضیٰ والبوہ میرزا عطا محمد ۔" پھر اپنا تمام شجرہ نسب تحریر فرماتے ہیں ۔ کوئی شخص شجرہ نسب میں صفاتی نام نہیں دیا کرتا ۔ پس معلوم ہوا کہ حضور کا ذاتی نام احمد ہے ۔

(۱۱) لجۃ النور شروع سے لیکر آخیر تک دیکھ جاؤ ۔ کہیں غلام احمد کے الفاظ نہیں ہیں نہ ٹائیٹل پیج پر ۔ اور نہ درمیان میں نہ آخر میں بلکہ جہاں بھی لکھا ہے ۔ احمد ہی لکھا ہے ۔ اب سوال یہ ہے ۔ کہ یہ کتاب کس نے لکھی ؟ اسکا جواب سوائے احمد کے اور کچھ نہیں ۔

(۱۲) حضرت نعمت اللہ ولی رحؒ اپنے قصیدہ میں مہدی کی آمد کے متعلق فرماتے ہیں :-

الف ح م د می خوانم
نام آں نامدار می بینم

اس پیشگوئی کو حضور نے اپنے اوپر چسپاں فرمایا ہے ۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں :- "اے حضرات احمد آنے والا آگیا"۔ (نشان آسمانی ص ۶)

(۱۳) منن الرحمٰن میں حضور تحریر فرماتے ہیں ۔ امابعد فیقول عبد اللہ الاحد احمد عافاہ اللہ وایدہ "اس کے بعد خدائے واحد کا بندہ احمد کہتا ہے (خدا اسے عافیت میں رکھے اور تائید میں رہے)" ص ۱۹ اسمیں بھی حضور نے اپنا نام احمد پیش کیا ہے ۔

(۱۴) پھر حضور اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں :- وتری بوقت بعدہ فی زیّ احمد احمدًا کہ تو کچھ وقت کے بعد احمد کو احمد کے لباس میں دیکھے گا ۔ یعنی ذاتی طور پر احمد نام والا صفاتی طور پر احمد ہو جائیگا گویا ذاتی نام بھی مسلّم ہے ۔ اور پھر یہ کہ صفاتی طور پر بھی آپ احمد تھے ۔

(۱۵) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں ۔ "اُخترتُ رجسًا بعد خمسین حجۃ وقد کنت تشھد انّ احمد اطھر" کیا میں نے پچاس سال کے بعد پلیدگی اختیار کی ہے ۔ اور تو خود ہی تو گواہی دیتا تھا ۔ کہ احمد بڑا پاکباز ہے ۔

اسمیں مولوی محمد حسین صاحب کی زبانی بھی بیان کیا ۔ اور اپنی تائید بھی ظاہر ہے ۔ کہ حضور کا نام احمد تھا ۔

(۱۶) جماعت کا نام احمدی رکھنا ۔ جو اپنے نام پر رکھا گیا ۔

(۱۷) نور الحق ٹائیٹل پیج کے اندرونی صفحہ پر حضور ایک اعلان تحریر فرماتے ہیں :- کہ عندنا کتب قد الّفناھا فمن اراد ان یشتریھا فیطلب منّا وھی ھٰذا ۔ اس کے بعد کتب کی ایک چھوٹی سی فہرست دی ہے ۔ اور نیچے لکھا ہے ۔ "راقم میرزا احمد من قادیان" جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے ۔ کہ حضور اپنا نام احمد سمجھتے تھے ۔ اور احمد لکھتے تھے ۔

الغرض یہ سترہ دلائل دیکر ملک صاحب نے کہا ۔ ان میں سے ہر ایک حوالہ سے ثابت ہے ۔ کہ حضور کا نام احمد ہے ۔

اس کے بعد مولوی اختر حسین صاحب نے سارے مناظرے میں دلیل ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۵ و ۱۷ کو باوجود بار بار پیش کرنے کے چھوا تک نہیں ۔ گویا ۷ دلائل کی الٹی سیدھی توضیح بھی بیان نہ کر سکے ۔ باقی دلائل کے متعلق بحث جاری رہی ۔ ان پر انہوں نے جو جرح کی ۔ اسے عمدگی سے رد کیا گیا ۔

خاکسار چوہدری ہدایت اللہ سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ دہلی

# ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

**لنڈن ۱۴ جولائی** - روسی سفارت کے ایک ذمہ وار افسر نے بیان کیا کہ روس کے بہت سے دیہات کسانوں نے خود ہی تباہ کر دیئے ہیں۔ کھڑی فصلیں جلا ڈالی ہیں۔ جتنا غلہ باہر سے جایا جا سکا لے گئے اور باقی سب جلا ڈالا۔ پانی کے بند توڑ ڈالے ہیں۔ اور ہر قسم کی مشینری تباہ کر دی ہے۔ اور شمالی مورچہ پر گوریلا جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔ جرمنوں کا بیان ہے کہ شمالی محاذ پر ان کا دباؤ بڑھ گیا ہے۔ اور کہ وہ مجوزہ پروگرام کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں۔ لینن گراڈ خطرہ میں پڑ گیا ہے۔

**لنڈن ۱۴ جولائی** - ماسکو ریڈیو کا بیان ہے کہ روس پر حملہ کے سوال پر ہٹلر اور گورنگ میں شدید اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ گورنگ اس حملہ کے خلاف تھا۔ اور اس نے اس مہم کی کامیابی کی ذمہ واری لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر ہٹلر نے کہا کہ تم بزدل ہو۔ اور جرمن ایئر فورس کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔ کہا جاتا ہے کہ ہملر نے ہٹلر کو مشورہ دیا ہے۔ کہ گورنگ کو نظربند کر دیا جائے۔

**انقرہ ۱۴ جولائی** - بلغاریہ میں عام لوگوں کی ہمدردی روس کے ساتھ ہے اور وہ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اس سے بلغاریہ کی گورنمنٹ کو تشویش لاحق ہو رہی ہے۔ اور اس نے فوج کی مزید پندرہ پلٹنیں لام پر بلائی ہیں۔

**انقرہ ۱۴ جولائی** - یوگوسلاویہ اور البانیہ پر قبضہ کے بعد سے نازی وہاں کے مسلمانوں پر جن کی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے سخت مظالم کر رہے ہیں۔ کئی شہروں میں مساجد گرا دی ہیں۔ اور وہاں شراب خانے بنا دیئے ہیں۔ مسلمانوں کے مکانات پر بھی جرمن زبردستی قبضہ کر لیتے ہیں۔

**کانپور ۱۴ جولائی** - یہاں کی دو ملوں کے پانچ ہزار مزدوروں نے عام ہڑتال کر دی۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ لگا دی گئی ہے جلوس جلسے اور مسلح ہو کر چلنے پھرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اہم مقامات پر مجسٹریٹ تعینات کر دیئے گئے ہیں۔

**شملہ ۱۴ جولائی** - سیاسی حلقوں میں یہ رائے ظاہر کی جا رہی ہے کہ کانگرس ایگزیکٹو کے تمام ممبر عنقریب رہا کر دیئے جائیں گے۔ کم سے کم پنڈت نہرو کی رہائی تو یقینی سمجھی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ریپس کانفرنس میں اس پر غور کیا جا چکا ہے۔

**واشنگٹن ۱۴ جولائی** - جرمن قونصل جو امریکہ میں تھے۔ انہوں نے آج ایک جاپانی جہاز میں روانہ ہونا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ برطانوی جہاز سمندر میں انہیں گرفتار کر لیں گے روانہ نہ ہوئے۔ برطانوی گورنمنٹ نے ان کے بحفاظت لزبن پہنچنے کی گارنٹی تو دی ہے۔ مگر جاپان کی راہ سے جانے کی صورت میں وہ ذمہ واری لینے کو تیار نہیں۔

**لنڈن ۱۵ جولائی** - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ برطانیہ اور روس کے سمجھوتہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ دونوں ملکوں کی حکومتیں اور لوگ اب ایک دوسرے کے ساتھی ہیں آج روسی فوجی مشن کے اعزاز میں دعوت دی گئی۔ اس مشن کے دو ممبر بعض معاملات میں اپنی حکومت سے مشورہ کے لئے ماسکو گئے ہوئے ہیں

**لنڈن ۱۵ جولائی** - روسی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ شمال مغربی محاذ پسکان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ روسی ہوائی جہازوں نے رومانیہ کے تیل کے چشموں اور کارخانوں پر شدید حملے کئے۔ جرمنوں نے تین اہم مورچوں پر نئے حملے کئے ہیں۔ اور روسیوں کا بیان ہے کہ ہر جگہ کامیابی سے دشمن کا مقابلہ کیا جا رہا ہے اس وجہ سے جرمن پہلی جیسی تیزی کے ساتھ لینن گراڈ پر نہیں بڑھ رہے ہے۔ یوکرین میں روسیوں نے دفاع کے جوابی حملے شروع کر دیئے ہیں جرمنوں نے مان لیا ہے کہ گو ان کے کچھ دستے آگے نکل گئے ہیں۔ مگر ان کی صفوں کے پیچھے ابھی لڑائی جاری ہے۔

**لنڈن ۱۵ جولائی** - برطانوی ہوائی جہازوں نے بریمن اور راٹرڈم کی گودیوں پر شدید بمباری کی۔ کئی جگہ آگ بھڑک اٹھی۔ دشمن کے بہت تھوڑے ہوائی جہازوں نے مشرقی انگلستان پر کچھ سرگرمی دکھائی۔ معمولی سا نقصان ہوا۔ اور کچھ لوگ ہلاک و زخمی ہوئے مدراس کے صوبہ کی طرف سے جو شکاری جہاز مہیا کئے گئے ہیں۔ ان کے ایک دستہ نے ایک دن میں دشمن کے ۳۷ ہوائی جہاز تباہ کئے۔

**لنڈن ۱۵ جولائی** - جون کے مہینہ میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو ۷۶ جہازوں کا نقصان ہوا۔ جن کا مجموعی وزن ۳۲۹۲۹۶ ٹن تھا۔ برطانیہ کے ۵۲ جہاز ضائع ہوئے۔ جن کا وزن ۲۲۸۲۸۴ ٹن تھا۔ اتنا تھوڑا نقصان پہلے کسی مہینہ میں نہیں ہوا۔ ۱۰ جون تک دشمن کے ۳۰ لاکھ ٹن وزن کے جہاز غرق یا گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ محکمہ بحر نے اعلان کیا ہے۔ کہ آئندہ بحری نقصانات کی تفصیل باقاعدہ شائع نہ ہوا کرے گی کیونکہ اس سے دشمن کو بعض اطلاعات مل سکتی ہیں۔ البتہ کبھی کبھی اعلان ہوتا رہے گا۔

**لنڈن ۱۵ جولائی** - آج مسٹر چرچل نے ہاؤس آف کامنز میں بتایا کہ شام میں فریقین نے سمجھوتہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ عارضی صلح کی شرائط کو گورنمنٹ برطانیہ نے پسند کیا ہے۔ ہم شام سے کچھ لینا نہیں چاہتے۔ ہم نے شام اور لبنان کو آزادی دلا دی ہے۔ وادی نیل میں بھی لڑائی کی حالت اب سدھر گئی ہے۔ شام میں اتحادی فوجیں بیروت میں داخل ہو چکی ہیں۔ اور سمجھوتہ کی شرطوں کو عمل میں لانے کے لئے فوجی کارروائی ہو رہی ہے۔

**لنڈن ۱۵ جولائی** - شام کے متعلق سمجھوتہ کی کل شرائط کا تو ابھی علم نہیں ہو سکا۔ تاہم یہ معلوم ہوا ہے کہ فرانسیسی فوجوں نے آج دوپہر تک ایک خاص علاقہ میں جمع ہونا تھا۔ جب تک ان کو فرانس نہیں بھیجا جاتا۔ ان کی کمان فرانسیسی افسروں کے ہاتھ میں رہے گی۔ اور جنگ کے قواعد کے مطابق فرانسیسی سپاہیوں کی پوری پوری عزت کی جائے گی۔ اتحادیوں کے جو سپاہی قید ہیں وہ سب کے سب فوراً چھوڑ دیئے جائیں گے۔

**لنڈن ۱۵ جولائی** - ایک اطالوی اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ آج برطانوی ہوائی جہازوں نے سسلی میں نیز درنہ۔ بردیہ اور بن غازی اور ابے سینیا میں گونڈال پر حملے کئے۔

**قاہرہ ۱۵ جولائی** - ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ہمارے گشتی دستوں نے طبروق میں دیکھ بھال کے لئے دور دور تک گشت کی۔

**مدراس ۱۵ جولائی** - ہندوستان سے جو وفد امریکہ میں سامان جنگ کی خرید کے لئے جا رہا ہے۔ اس کے صدر سر شنمکھم چیٹی نے آج ایک بیان میں کہا کہ میرا کام یہ ہوگا کہ ہندوستان کی شاندار فوج کو ضروری سامان مہیا کروں تا ہمارے بہادر سپاہی ہوائی کی طاقتوں کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں۔

**دہلی ۱۵ جولائی** - آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر آل انڈیا ریڈیو پر کل ½۸ بجے ہوگی۔ تمام اسٹیشن اسے ریلے کریں گے۔

**واشنگٹن ۱۵ جولائی** - امریکن سینٹ کے صدر نے کل ایک بیان میں کہا۔ کہ امریکہ دراصل جنگ میں شریک ہو چکا ہے۔ امریکہ کی یہ کوشش ہے کہ غیر جانبداری کا قانون محفوظ ہو جائے۔ سمندری راستے کھلے رہیں۔ ہمیں ہٹلر کو بتا دینا چاہیئے کہ ہم اس سے ڈرتے نہیں۔

**شملہ ۱۴ جولائی** - ہندوستان کی سیاسی صورت حالات کے متعلق آج وائسرائے ہند ایک اہم اعلان کرنے والے تھے مگر اس کی اشاعت یکدم ملتوی کر دی گئی۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے۔ کہ وزیر ہند چند روز میں ہی ہندوستان کے متعلق پارلیمنٹ میں ایک اہم بیان دینے والے ہیں۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی